ہے۔[1] (۱)

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝۲

پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔[2] (۲)

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝۳

یقیناً تیرا دشمن ہی لاوارث اور بے نام و نشان ہے۔[3] (۳)

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ

سورۂ کافرون مکی ہے اور اس میں چھ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

---

(۱) کَوْثَرٌ، کثرت سے ہے۔ اس کے متعدد معنی بیان کیے گئے ہیں۔ ابن کثیر نے "خیر کثیر" کے مفہوم کو ترجیح دی ہے کیوں کہ اس میں ایسا عموم ہے کہ جس میں دوسرے معانی بھی آجاتے ہیں۔ مثلاً صحیح احادیث میں بتلایا گیا ہے کہ اس سے ایک نہر مراد ہے جو جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی جائے گی۔ اسی طرح بعض احادیث میں اس کا مصداق حوض بتلایا گیا ہے، جس سے اہل ایمان جنت میں جانے سے قبل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے پانی پئیں گے۔ اس حوض میں بھی پانی اسی جنت والی نہر سے آرہا ہو گا۔ اسی طرح دنیا کی فتوحات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رفع و دوام ذکر اور آخرت کا اجر و ثواب، سب ہی چیزیں "خیر کثیر" میں آجاتی ہیں۔ (ابن کثیر)

(۲) یعنی نماز بھی صرف ایک اللہ کے لیے اور قربانی بھی صرف ایک اللہ کے نام پر۔ مشرکین کی طرح ان میں دوسروں کو شریک نہ کر۔ نَحْرٌ کے اصل معنی ہیں اونٹ کے حلقوم میں نیزہ یا چھری مار کر اسے ذبح کرنا۔ دوسرے جانوروں کو زمین پر لٹا کر ان کے گلوں پر چھری پھیری جاتی ہے اسے ذبح کرنا کہتے ہیں۔ لیکن یہاں نحر سے مراد مطلق قربانی ہے، علاوہ ازیں اس میں بطور صدقہ و خیرات جانور قربان کرنا، حج کے موقعے پر منیٰ میں اور عید الاضحیٰ کے موقعے پر قربانی کرنا، سب شامل ہیں۔

(۳) اَبْتَرٌ ایسے شخص کو کہتے ہیں جو مقطوع النسل یا مقطوع الذکر ہو، یعنی اس کی ذات پر ہی اس کی نسل کا خاتمہ ہو جائے یا کوئی اس کا نام لیوا نہ رہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد نرینہ زندہ نہ رہی تو بعض کفار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر کہا، جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ ابتر تو نہیں، تیرے دشمن ہی ہوں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل کو بھی باقی رکھا گو اس کا سلسلہ لڑکی کی طرف سے ہی ہے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد معنوی ہی ہے، جس کی کثرت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت والے دن فخر کریں گے، علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پوری دنیا میں نہایت عزت و احترام سے کیا جاتا ہے، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عناد رکھنے والے صرف صفحات تاریخ پر ہی موجود رہ گئے ہیں لیکن کسی دل میں ان کا احترام نہیں اور نہ کسی زبان پر ان کا ذکر خیر نہیں۔

☆۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف کی دو رکعتوں اور فجر اور مغرب کی سنتوں میں

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝۱
آپ کہہ دیجئے کہ اے کافرو![1] (۱)

لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝۲
نہ میں عبادت کرتا ہوں اس کی جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ (۲)

وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝۳
نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ (۳)

وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝۴
اور نہ میں عبادت کروں گا جسکی تم عبادت کرتے ہو۔ (۴)

وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝۵
اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کر رہا ہوں۔[2] (۵)

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝۶
تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے۔[3] (۶)

﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور سورۂ اخلاص پڑھتے تھے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ رات کو سوتے وقت' یہ سورت پڑھ کر سوؤ گے تو شرک سے بری قرار پاؤ گے۔ (مسند أحمد' ۵ / ۴۵۶۔ ترمذی' نمبر ۳۴۰۳۔ أبو داود' نمبر ۵۰۵۵' مجمع الزوائد' ۱۰/ ۱۲۱) بعض روایات میں خود آپ ﷺ کا عمل بھی یہ بتلایا گیا ہے۔ (ابن کثیر)

(۱) الْكٰفِرُوْنَ میں الف لام جنس کے لیے ہے۔ لیکن یہاں بطور خاص صرف ان کافروں سے خطاب ہے جن کی بابت اللہ کو علم تھا کہ ان کا خاتمہ کفرو شرک پر ہو گا۔ کیوں کہ اس سورت کے نزول کے بعد کئی مشرک مسلمان ہوئے اور انہوں نے اللہ کی عبادت کی۔ (فتح القدیر)

(۲) بعض نے پہلی آیت کو حال کے اور دوسری کو استقبال کے مفہوم میں لیا ہے' لیکن امام شوکانی نے کہا ہے کہ ان تکلفات کی ضرورت نہیں ہے۔ تاکید کے لیے تکرار' عربی زبان کا عام اسلوب ہے' جسے قرآن کریم میں کئی جگہ اختیار کیا گیا ہے۔ جیسے سورۂ رحمٰن' سورۂ مرسلات میں ہے۔ اسی طرح یہاں بھی تاکید کے لیے یہ جملہ دہرایا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ یہ کبھی ممکن نہیں کہ میں توحید کا راستہ چھوڑ کر شرک کا راستہ اختیار کر لوں' جیسا کہ تم چاہتے ہو۔ اور اگر اللہ نے تمہاری قسمت میں ہدایت نہیں لکھی ہے' تو تم بھی اس توحید اور عبادت الٰہی سے محروم ہی رہو گے۔ یہ بات اس وقت فرمائی گئی' جب کفار نے یہ تجویز پیش کی کہ ایک سال ہم آپ ﷺ کے معبود کی اور ایک سال آپ ﷺ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں۔

(۳) یعنی اگر تم اپنے دین پر راضی ہو اور اسے چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہو' تو میں اپنے دین پر راضی ہوں' میں اسے کیوں چھوڑوں؟ ﴿لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ﴾ (القصص' ۵۵)